ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1, 2022

ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کی مزاحیہ نثر پر مشتاق احمد یوسفی کے اثرات

THE IMPACT OF MUSHTAQ AHMED YOUSFI ON HUMOROUS PROSE OF DR WAHEED UR REHMAN

***عامر بشیر**

ایم فل اردو ریسرچ سکالر، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد

****ثوبیہ ارشد**

ایم فل اردو ریسرچ سکالر، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد

*****محمد فاروق بیگ**

لیکچرار، شعبہ اردو، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد

ABSTRACT:

Literature is the reflection of any society. Humor and satire, which has the status of an adjective rather than a genre of speech. It has been used more than other genres of literature to describe the negativity and perversion of the society. Humor and satire writer reveals the bitter realities of his surrounding by wearing the veil of Humor. The yeast of the Urdu language is mixed with different languages and people of different schools of thought have contributed to its development. Somewhere in its garden, Colonel Muhammad Khan and Shafiqur Rehman wearing military uniforms are seen parading around to explore the new windows of humor, and elsewhere, people from the field of medical are seen to write prescriptions of humor to end social injustice. Mushtaq Ahmed Yousufi, is one of the greatest writer of all times who showed his impact on humour writings. Every writer whether of his era or from the succeeding group must impressed by his way and procedure of writing. In this paper it has been analyzed the impact of Mushtaq Ahmed Yousfi on humorous prose of Dr. Waheed Ur Rehman Khan.

ادب کسی بھی معاشرے کی روایات اور وہاں کے رسم و رواج کا عکاس ہوتا ہے۔ اردو ادب کی ہر صنف بھی اپنے اندر مختلف جہات کا ذخیرہ لیے ہوئے ہے۔ اس کی ترویج میں جہاں شاعری کو مرکزی حیثیت حاصل ہے تو نثر کے بغیر اس کا وجود نامکمل ہے۔ طنز و مزاح جسے صنفِ سخن سے زیادہ صفتِ سخن کا درجہ حاصل ہے، اپنے نقطہ آغاز ہی سے مختلف جہات میں تخلیق ہوتا رہا ہے۔ کسی ایک جہت میں مزاح کو قید کر دینا ناممکن ہے۔ مزاح کسی بھی زبان کا ہو یہ اس زبان کی ترقی و ترویج کے ساتھ ساتھ ہی پنپتا ہے۔ اردو میں جہاں نثری مزاح لکھا گیا تو وہیں شعرا نے طنزیہ و مزاحیہ شاعری سے قارئین کے جذبات کو گدگدانے کی سعی کی۔ اردو زبان کا خمیر ہی مختلف زبانوں کے ملاپ سے گندھا ہوا ہے اس کی ترقی و نشوونما کے لیے بھی مختلف مکاتب فکر کے افراد نے اپنا اپنا حصہ ڈالا۔ اس کے باغبان میں کہیں فوجی وردی پہنے کرنل محمد خان اور شفیق الرحمٰن مزاح کے نئے نئے دریچوں کی شناخت پریڈ کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں طِب سے جڑے افراد معاشرتی یاسیت کو ختم کرنے کے لیے مزاح کی شکر کا نسخہ لکھتے ملتے ہیں۔ ترسیلِ زر کا انتظام و انصرام کرنے والے مشتاق احمد یوسفی مزاح نگاری میں اپنا سکہ بٹھاتے نظر آتے ہیں تو درس و تدریس سے منسلک اساتذہ بھی طنز و مزاح کے سہارے نئی نسل سے قدیم و جدید روایات کی پاسداری کراتے ملتے ہیں۔ قصہ مختصر؛ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والا طنزیہ و مزاحیہ ادب سے وابستہ شخص اپنے تئیں لوگوں کو خوش کرنے، پژمردہ چہروں پر ہنسی کی شگفتہ لہریں دوڑانے میں محو ہے۔ بیسویں صدی کے اختتام تک اردو مزاح نگاری نہ صرف اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی بلکہ یہ کسی بھی ترقی یافتہ زبان کے شانہ بشانہ چلنے لگی۔ تاریخ اردو زبان و ادب اس بات کی شاہد ہے کہ اردو ادب میں عموماً تمام اصناف خصوصاً مزاح کے نازک پودے کی آبیاری اردو سے ہٹ کر دوسرے علوم سے منسلک افراد نے بھی بہترین انداز میں کی۔ یہی روایت اکیسویں صدی میں بھی پروان چڑھنے لگی۔ طنز و مزاح کے کارواں میں جن ادیبوں کو میرِ کارواں کا درجہ حاصل ہوا ان میں ایک نام مشتاق احمد یوسفی کا ہے جنھوں نے اپنے معاصرین اور متاخرین پر اپنا اثر چھوڑا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1, 2022

طنز و مزاح کا تعلق ہمیشہ معاشرے سے جڑا ہوتا ہے۔ طنز و مزاح نگار معاشرتی کج رویوں اور اس میں پھیلنے والی منفی اقدار و روایات کو طنز کا نشانہ بناتا ہے۔ اس کا مقصد معاشرے کی اصلاح کرنا ہوتا ہے۔ مزاح نگار جس معاشرتی پہلو کر ہنس کر خاموش ہو جاتا ہے طنز نگار ایک قدم آگے بڑھ کر اس پر تنقید کرتا ہے اس برائی کو ختم کرنے کے لیے لوگوں کے دلوں میں احساس پیدا کرتا ہے۔۔بقول ڈاکٹر وزیر آغا:

> "مزاح نگار اس فرد کے ساتھ جس کا وہ مضحکہ اڑاتا ہے ایک "ذہنی کھیل" میں شریک ہو جاتا ہے اور اس سے محظوظ ہونے لگتا ہے۔ لیکن طنز نگار ان تمام حماقتوں سے محفوظ ہے جس کو وہ ہدف طنز بناتا ہے۔"(۱)

بیسویں صدی میں طنز و مزاح کی جس روایت نے جنم لیا اس کی پاسداری اکیسویں صدی میں بھی جاری ہے۔ ادیبوں نے متقدمین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے خونِ جگر کو قلم کی روشنائی میں ڈھال کر خالص طنز و مزاح کے اس شجر کو سینچا۔ دورِ جدید میں بہت سے ظرافت نگاروں نے طنز و مزاح میں طبع آزمائی کی اور اپنے تئیں عمدہ تحریریں تخلیق کیں۔ مشتاق احمد یوسفی نے جہاں اپنے معاصرین کو متاثر کیا وہیں بعد میں آنے والے ادبا بھی ان کے قلم کی تاثیر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ موجودہ عہد جسے عہدِ یوسفی سے تعبیر کیا جاتا ہے، بہت سے مزاح نگاروں نے شعوری یا لاشعوری طور پر یوسفی کے اثرات کو قبول کیا ہے۔ اکیسویں صدی میں قریباً کوئی بھی ایسا مزاح نگار نہیں جو مشتاق احمد یوسفی کے طرزِ تحریر سے متاثر نہ ہوا ہو۔ متاثرین کی اس فہرست میں محبت، مطالعہ اور مزاح کی تکون میں رہنے والا ایک نام ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کا نام بھی شامل ہے۔ ان کی تحریروں میں جہاں اعلیٰ درجے کا مزاح پایا جاتا ہے وہیں ان کا قلم طنز کے نشتر کی کاٹ بھی برابر چلاتا ہے۔

اب تک ان کی تین تصانیف "گفتنی شگفتنی"، "حفظِ ما تبسم" اور خامہ خرابیاں، کے نام سے دورِ جدید کے خزانۂ طنز و مزاح میں اپنا حصہ ڈال چکی ہیں۔ ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی ان تخلیقات کا جائزہ لیا جائے تو ان پر "مشتاق احمد یوسفی" کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں اور کرنل محمد خان کی طرح ڈاکٹر وحید الرحمٰن بھی مشتاق احمد یوسفی سے خاصے متاثر نظر آتے ہیں اور اس بات کا اقرار انہوں نے خود اپنی کتاب "حفظِ ما تبسم" کے دیباچہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:

> "دیباچہ نگاری کے اس نادر (شاہی) موقع پر تنقید نگاروں کی آسانی (گمراہی) کے لیے اس امر کی جانب اشارہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میں نے مزاح کے باب میں پطرس بخاری کی معصومیت، شفیق الرحمٰن کی رومانویت، محمد خان کی شعریت اور مشتاق احمد کی 'یوسفیت' کی بطورِ خاص زلیخائی کی ہے۔"(۲)

ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کے طنز مزاح کا جائزہ لیا جائے تو ان کی تحریروں پر مشتاق احمد یوسفی کے واضح اور اَن مِٹ نقوش نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہاں اس امر کو واضح کر دینا ضروری ہو گا اس پہلو کو سرقہ کے ذیل میں نہ رکھا جائے۔ تخلیق کار خیالات ہمیشہ اپنے گردوپیش سے ہی لیتا ہے اپنے معاصر ادب کی روشنی میں اسے صفحہ قرطاس پر نقش کرتا ہے۔ ڈاکٹر وحید الرحمٰن جس عہد اور ماحول میں ظریفانہ ادب تخلیق کر رہے ہیں اس کی فضاؤں پر یوسفی چھایا ہوا ہے (بقول ڈاکٹر ظہیر فتح پوری: "ہم اردو مزاح کے عہدِ یوسفی میں جی رہے ہیں"۔) اور ظرافت کا ہر پہلو یوسفی کی ظریفانہ تخلیقات کی خوشبو میں رچا بسا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے گرد تو یوسفی چھایا ہوا تھا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان عہد یوسفی میں جیتے ہوئے یوسفی کے اثرات کے بغیر ہی طنز و مزاح تخلیق کر پائیں۔ ڈاکٹر موصوف کی پہلی طنز و مزاح کی تصنیف "گفتنی شگفتنی" کا جائزہ لیں تو متعدد جگہوں پر مشتاق احمد یوسفی کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں مثلاً مشتاق احمد یوسفی اپنی تخلیق اول "چراغ تلے" (۱۹۶۱ء) کے دیباچہ "پہلا پتھر" میں اپنے تعارف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "چنانچہ اس موقع سے جائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہوں:
> خاندان: سو پشت سے پیشہ آبا سپہ گری کے سوا سب کچھ رہا ہے۔"(۳)

یوسفی کی اردو ادب کی طنزیہ و مزاحیہ روایت میں پانچ تخلیقات منظر عام پر آچکی ہیں۔ اور ان تمام تصانیف میں دیباچہ نگاری کا فن ایسا شگفتہ اور نرالا ہے کہ قاری محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور قاری پر عجیب اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ایسے ہی اثرات ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان پر بھی ہوئے ہیں جن کا اظہار انہوں نے اپنی تخلیق اول "گفتنی شگفتی" کے مضمون "آ بیل (BELL) مجھے مار" میں کیا ہے:

> "چناچہ وضاحت کرتا چلوں کہ اپنا تو۔۔۔۔ دو پشت سے ہے پیشہ آبا سپہ گری۔ پردادا حضور سے چچا جان تک خاندان میں جتنے بھی "مذکر" ہوئے، کسی نہ کسی عہدے پر فوج میں نوکر رہے ہیں۔"(۴)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1, 2022

ڈاکٹر وحید الرحمٰن پیشے کے اعتبار سے ایک معلم ہیں۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ انھوں نے طنز و مزاح کے میدان میں لکھنے لکھانے کے بھی کارہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں۔ ان کی تخلیقات کی انفرادیت اپنی جگہ مسلم ہے مگر یوسفی جیسے مزاح نگار کے اثرات سے بچ پایا نا ممکن سی بات ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی مشتاق احمد یوسفی کی طرح زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں لکھا ہے اور قاری کو مزاح کے ساتھ ساتھ ان تمام پہلوؤں میں اصلاح سے بھی ہمکنار کیا ہے۔ صنف نازک ہر معاشرے اور ہر دور میں اپنی عمر اور وزن دونوں پر تبصرہ گوارا نہیں کرتی اور اسے ممکنہ طور پر چھپانے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ اردو ادب کے تقریباً سبھی مزاح نگاروں نے اس کمزوری کو مزاحیہ انداز میں پیش کیا ہے مگر یوسفی کا انداز بہت نرالا ہے۔ وہ اپنی تحریر میں ایک جگہ خواتین کی اس کمزوری کو عمر اور موم بتیوں کی گنتی کے تناسب سے اجاگر کرتے ہیں۔ یوسفی کی تصنیف اول "چراغ تلے" مضمون "موسموں کا شہر" سے اس بارے میں اقتباس ملاحظہ ہو:

> "اور ایک کفائیت شعار خاتون (جنہوں نے پچھلے ہفتے اپنی 32ویں سالگرہ پر 23 موم بتیاں روشن کی تھیں) اکثر کہتی ہیں کہ دس سال پہلے میں گھنٹوں آئینے کے سامنے کھڑی رہتی تھی۔ لیکن یہاں کی آب و ہوا اتنی واہیات ہے کہ اب بے خبری میں آئینے پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس کی "کوالٹی" پر شبہ ہونے لگتا ہے۔"(۵)

مندرجہ بالا حوالے میں یوسفی نے جملہ معترضہ میں ہندسوں کے الٹ پلٹ سے خواتین کے عمر چھپانے کے حربے کی نقاب کشائی کی ہے اور بتایا ہے کہ کیسے عمر کے سالوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ موم بتیوں کی تعداد میں کمی ہوتی جاتی ہے ۔ ایسا ہی انداز ڈاکٹر وحید الرحمٰن نے اپنی تصنیف "گفتنی شگفتنی" کے مضمون "یہ عشق نہیں آساں" میں اپناتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "الغرض ہم پر سر تاپا عشق کا بھوت سوار ہو گیا۔ اس دل ربا سے ہماری اولین ملاقات مرزا لعل بیگ کی بیگم بعمر 42 سال کی 24ویں سالگرہ پر ہوئی۔"(۶)

مندرجہ بالا اقتباس میں ڈاکٹر موصوف نے نہ صرف یوسفی کے مضمون کو بھی اپنایا ہے بلکہ انداز بھی ہو بہو ویسا ہی کہ ہندسوں کے الٹ پھیر سے مزاح تخلیق کیا گیا ہے جو کہ یوسفی کا خاصا ہے۔

مزاح نگار اپنی تحریر میں طنز و مزاح پیدا کرنے کے لیے ہر وہ پینترا استعمال کرتا ہے جس سے قاری کو محظوظ کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے کبھی وہ لفظوں کے ہیر پھیر سے، کبھی روز مرہ و محاورہ کے ردوبدل سے تو کبھی انسانوں کی حرکات و سکنات پر تنقید کر کے مزاح پیدا کرتا ہے اس علاوہ کبھی کبھار تو وہ انسانی اعضا کی بناوٹ سے اور ان سے وابستہ فرائض کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی مزاح پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مشتاق احمد یوسفی کی تحریروں کے مطالعہ سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ انہوں نے مختلف اعضاء کے تذکرے سے مزاح تخلیق کیا ہے جیسے، آنکھوں کی بینائی، وزن کا کم ہونا۔ قد کا ذکر وغیرہ، اس ضمن میں یوسفی کی تحریر سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو جہاں انہوں نے ناک کا ذکر انتہائی مزاحیہ انداز میں خوبصورتی سے کیا ہے:

> "ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ناک صرف اس لیے بنائی ہے کہ عینک ٹک سکے۔ اور جو بچارے عینک سے محروم ہیں، ان کی ناک محض زکام کے لیے ہے۔"(۷)

اسی بات کو ڈاکٹر وحید الرحمٰن نے "گفتی شگفتنی" میں شامل اپنے مضمون "خطر۔۔ ناک جسے کہتے ہیں" میں کیا ہے جسے پڑھ کر واضح ہوتا ہے کہ موصوف اس مضمون میں بھی یوسفی سے کافی متاثر ہیں:

> "ناک بیک وقت سونگھنے اور سانس لینے کے کام آتی ہے۔ یار لوگ چھینکتے وقت دوسروں پر نزلہ گرانے کی خدمت بھی ناک ہی سے لیتے ہیں۔"(۸)

ہر بڑے ادیب اور یا شاعر کے اثرات ہر دور میں قبول کیے جاتے ہیں کیونکہ ادبی تحقیق ہو یا تخلیق اس کا ماضی سے واسطہ ضرور پڑتا ہے۔ ادب اگر ایسا ہو کہ جس کی مثال اور شہرت چار دانگ میں پھیلی ہوئی ہو تو اس کی کشش ہر نئے ادیب کو متاثر کرتی ہے ایسے ہی ڈاکٹر وحید الرحمٰن کا مشتاق احمد یوسفی سے متاثر ہونا اور ان کے اثرات قبول کرنا کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے۔ جس طرح مشتاق احمد یوسفی کی تحریروں میں رشید احمد صدیقی کے اسلوب کی واضح جھلک ملتی ہے اسی طرح ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی تحریر میں مذکورہ مثالوں کے علاوہ بھی بہت سے مضامین ہیں جہاں یوسفی مسکراتا ہوا نظر آتا ہے۔ "گفتنی شگفتنی" (۱۹۹۴ء) میں شامل مضمون "بیمار کا حال اچھا ہے" اور مشتاق احمد یوسفی کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1, 2022

تصنیف چراغ تلے (۱۹۶۱ء) کا مضمون "پڑیے گر بیمار" میں اچھی خاصی مماثلت نظر آتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ڈاکٹر وحید الرحمٰن نے طبی امراض کی کسی تصنیف کا سہارا لیا ہے جو کہ انہیں ان کے دوست "مرزا لعل بیگ" کے طفیل میسر آئی تھی اور مشتاق احمد یوسفی نے تیمار داروں کی زبانی بیمار اور بیماریوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی اسی تصنیف کا مضمون "ہوئے ڈر کے ہم جو رسوا" میں مصنف کی بیوی جیسی توقعات موصوف سے لگائے بیٹھی ہیں ایسی توقعات کا تذکرہ یوسفی اپنی بیوی کے حوالے سے بھی بتاتے ہیں۔

ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی تصنیف "گفتنی شگفتنی" کے مضمون "آ بیل (Bell) مجھے مار" کی بات کی جائے تو یہاں موصوف ایک رنگ بیل (گھنٹی) سے ایسے ہی بیزاری کا اظہار کر کے مزاح پیدا کرتے ہیں جیسے مشتاق احمد یوسفی نے اپنی تصنیف "چراغ تلے" کے مضمون "اور آنا گھر میں مرغیوں کا" میں مرغے کی بانگ اور اس کی آواز سے مردوں کے اکڑوں بیٹھنے کے ذکر سے مزاح تخلیق کرتے ہیں۔ دونوں مضامین میں خاصی مماثلت کا احساس ہوتا ہے۔ اس مضمون میں مرغیوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور یوسفی اگر کفایت شعار لوگوں کا وطیرہ یہ بتاتے ہیں کہ گھڑی کے بجائے مرغا پال لیتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب کال بیل (دروازے کی گھنٹی) کے بجائے دروازے کی دستک کو ترجیح دیتے ہیں۔

ڈاکٹر وحید الرحمٰن کے مضمون "ظرافت نامے" کو دیکھا جائے تو یہاں بھی عاشق عشق میں غارت ہونے کے بعد جب امتحان کی تیاری کرنے کے بجائے بوٹی لگانے اور "حبیب سرخ رو" جو کہ بوٹی کا ماہر ہے کی تعریف کرتا ہے تو یوسفی بھی کچھ ایسا ہی مضمون امتحان کی تیاری کے حوالے سے لکھ چکے تھے کہ کیسے انہوں نے اپنے ایک دوست سے ریاضی کی تیاری کے لیے ریاضت کا درس لیا۔ مشتاق احمد یوسفی نے اپنے مضمون "موسموں کا شہر" میں مونچھوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ "دو بجنے میں دس منٹ بجا رہی تھی" تو ڈاکٹر موصوف نے اپنے مضمون "خطر۔۔ناک جسے کہتے ہیں" کے تحت ناک کو ہاکی کے سنٹر فارورڈ سے تشبیہ دی ہے جو کہ اندازِ یوسفی میں ہی لکھا ہوا ہے۔ مشتاق احمد یوسفی کی تصنیف "زرگزشت" (۱۹۷۶ء) کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"ڈھلمل خطوط اب کھینچ کر تلوار بن گئے۔ ایک قدم چلتی تو سینہ دو قدم آگے آگے چلتا کوسوں بڑھے ہوئے ہیں پیادے سوار سے"(۹)

کچھ ایسا ہی انداز ڈاکٹر وحید الرحمٰن نے بھی اپنے مضمون "شکم ہے کہ ستم ہے" اپنایا ہے۔ گو کہ موضوع مختلف ہے مگر انداز مماثلت رکھتا ہے۔ اقتباس ملاحظہ کریں:

"چناں چہ ہمارے جسم پر تا حال کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا۔ آج کل ہمارا سینہ پیٹ سے دو قدم پیچھے ہے۔"(۱۰)

اردو ادب میں ایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے "سرگزشت" مگر یوسفی جب اپنی سرگزشت تحریر کرتے ہیں تو اسے زرگزشت لکھتے ہیں جو کہ صرف یوسفی کی ہی تخلیق ہے اسی وزن پر ڈاکٹر وحید الرحمٰن صاحب خرگزشت کی اصطلاح گھڑتے ہیں۔

کرکٹ جو باضابطہ طور پر ہمارا قومی کھیل نہیں ہے لیکن اس میں جو بکثرت وقت کا ضیاع ہوتا ہے اور ہماری قوم اس کام میں ید طولیٰ رکھتی ہے اسی باعث کرکٹ کو ہمارے قومی کھیل کا درجہ دے دینا چاہیے۔ کرکٹ پر تنقید اور خود کی غیر دلچسپی کا یوسفی نے "چراغ تلے" (1961ء) کے مضمون "کرکٹ" میں کیا ہے جہاں وہ "مرزا عبدالودود بیگ" کی کرکٹ میں مہارت اور اس کے حوالے سے معلوماتِ عامہ پر بحث کرتے ہوئے مزاح تخلیق کرتے ہیں۔ ایسا ہی انداز ڈاکٹر وحید الرحمٰن نے اپنی تصنیف "گفتنی شگفتنی" کے مضمون "اور بھی دکھ ہیں زمانے میں کرکٹ کے سوا" کے تحت اپنایا ہے، جہاں وہ مرزا لعل بیگ کی کرکٹ دانی سے مزاح تخلیق کرتے ہیں۔ وہ کبھی مرزا سے "سلی پوائنٹ" کا پوچھتے ہیں تو کبھی "کور" اور "ایکسٹرا کور" کا اور "مرزا لعل بیگ" کے احمقانہ جوابات سے مزاح پیدا کرتے ہیں۔ مشتاق احمد یوسفی کے مضمون "کرکٹ" کے اثرات ڈاکٹر وحید الرحمٰن خاں کے مضمون "اور بھی دکھ ہیں زمانے میں کرکٹ کے سوا" پر نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

مشتاق احمد یوسفی کی تصنیف "خاکم بدہن" (1969ء) کا مضمون ہے "سیزر، ماتاہیری اور مرزا"۔ اس مضمون میں یوسفی کتا پالنے کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ جہاں وہ سیزر نامی کتے کے آنے سے جو حالات پیدا ہوتے ہیں ان کا تذکرہ نہایت چابکدستی سے کرتے ہیں۔ ڈاکٹر وحید الرحمٰن بھی "گفتنی شگفتنی" کے مضمون "نگہ ناز ہے بکرے سے خفا" کے میمنا پالنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں جہاں وہ یوسفی کی طرح بکری کے پکے راگ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یوسفی کتے کی آوازوں کو راگ راگنی کہتے ہیں اور کتے کی آواز کو گلوکاری سے تعبیر کرتے ہیں۔ یوسفی کے کتے اور ڈاکٹر وحید الرحمٰن کے بکرے کا انداز اس قدر مماثلت سے لبریز ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یوسفی کے مضمون "سیزر

ماتاہری اور مرزا" کو سامنے رکھ کر ڈاکٹر موصوف نے اپنا مضمون "دونگہ ناز ہے بکرے سے خفا" تحریر کیا ہو۔ مزید برآں مشتاق احمد یوسفی کا پٹھان دوست جو قرضہ وصول کرنے آتا ہے اور ڈاکٹر صاحب کا کردار "باباجی" میں بھی خاصی مماثلت پائی جاتی ہے۔

ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی تیسری تصنیف "خامہ خرابیاں" کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں بھی چند مضامین پر مشتاق احمد یوسفی کے واضح اثرات نظر آتے ہیں۔ "خامہ خرابیاں" در اصل مختلف کتب پر تبصرہ اور مصنفین کتب پر ہلکی پھلکی تنقید کا مجموعہ ہے اس کتاب کے مضمون "چھیڑ یاراں سے چلی جائے اسد"، شاعرہ اور دیباچہ کے تحت ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان نے سحر سیال کے پہلے شعری مجموعہ "آنکھیں، خوشبو، خواب" پر تبصرہ کیا ہے اور ساتھ ہی پروفیسر عدیل احمد جو کہ موصوف کے ہم پیشہ وہم پیالہ دوست ہیں ان کی دیباچہ نگاری کی بے حد ستائش بھی کی ہے کہ اس دیباچہ نے "ابو الکلام آزاد" کی یاد تازہ کر دی ہے۔ "قبیلہ اور نووارد" کے تحت موصوف نے "جاوید اصغر" "نو آموز مزاح نگار کی تصنیف "خندہ جاوید" پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جاوید اصغر مشتاق احمد یوسفی کی اس شرط پر پورے اترتے ہیں جو کسی بھی تخلیق کار پر قبیلہ مزاح میں شامل ہونے کے لیے عائد کی جاتی ہے۔ اس عنوان میں ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان نے مزاح کی تعریف بھی بیان کی ہے جو کہ مشتاق احمد یوسفی کے اثرات لیے ہوئے ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو:

> "خصوصاً مزاح نگار کا امتحان یہی ہے کہ وہ خود پر ہنسنے ہنسانے کا حوصلہ رکھتا ہو اور اپنی ذات کو طنز کا نشانہ بنانے کی جرات بھی کر سکتا ہو"(۱۱)

ایسا ہی نظریہ مشتاق احمد یوسفی کا طنز و مزاح اور مزاح نگار کے حوالے سے ان کی تصنیف اول "چراغ تلے" میں پایا جاتا ہے، جہاں وہ طنز و مزاح نگاری کو تنے ہوئے رسے پر چلنے کے بجائے تلواروں پر رقص کرنے کے مترادف گردانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ !طنز و مزاح اتنا آسان کام نہیں ہے۔

> "عمل مزاح اپنے لہو کی آگ میں تپ کر نکھرنے کا نام ہے۔"(۱۲)

"اک انداز جنوں یہ بھی"، کے عنوان کے سے ڈاکٹر وحید الرحمٰن نے اپنے جونیئر اکرم سرا کی تخلیق پر نرالے انداز میں تبصرہ تحریر کیا ہے اور ساتھ ہی پنجاب یونیورسٹی لاہور کی چند یادوں کو بھی تازہ کیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی مشتاق احمد یوسفی کی طرح ناسٹلجیا کے دلدادہ ہیں۔"

"خامہ خرابیاں اور خامہ فرسائی" اس عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب کی کتاب "خامہ خرابیاں" پر ڈاکٹر شعیب احمد کی تقریظ کو درج کیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ ہر گز بھی اندازہ نہ لگایا جائے کہ ڈاکٹر صاحب کی خود کی کوئی تخلیق یا انفرادیت نہیں ہے ان کی بعد میں آنے والی تصنیفات جیسے "حفظ ما تبسم" اور "خامہ خرابیاں" کا جائزہ لیا جائے تو ان میں ایک مضبوط مزاح نگار کے طور پر ڈاکٹر صاحب سامنے آتے ہیں، جہاں ان کی انفرادیت نکھر کر سامنے آتی ہے۔ یہاں اصل مدعا و مقصد ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی نثر پر مشتاق احمد یوسفی کے اثرات کو نمایاں کرنا ہے نہ کہ یہ ثابت کرنا کہ ڈاکٹر وحید الرحمٰن نے ہو بہو مشتاق احمد یوسفی کو نقل کیا ہے اور سرقہ بازی سے کام لیا ہے۔ یہ ایک لازمی امر ہے کہ جب انسان کسی بھی میدان میں اترتا ہے تو اسکی حیثیت طفل مکتب کی سی ہوتی ہے وہ جس سے متاثر ہوتا ہے اسی کے رنگ میں رنگتا چلا جاتا ہے اور شاید یہی صورت حال ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی ان کی تصنیف اول "گفتنی، شگفتنی" میں بھی نظر آتی ہے مگر آگے چل کر موصوف کی مزاح نگاری میں ایک نمایاں نکھار اور مسلمہ انفرادیت دکھائی دیتی ہے۔

پہلی تصنیف "گفتنی شگفتنی" پر مشتاق احمد یوسفی کے کافی حد تک اثرات نظر آتے ہیں جن کے حوالے سے ابتداء میں جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ لیکن بعد میں آنے والی تصانیف جیسے، "حفظ ما تبسم اور خامہ خرابیاں" اگر اس کے حوالے سے بات کی جائے تو ان دونوں میں ڈاکٹر صاحب ایک جداگانہ طرز کے ماہر مزاح نگار کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ وحید الرحمٰن کی مزاح نگاری پر ذوالکفل بخاری لکھتے ہیں:

> "وحید الرحمٰن خان اردو کے جدید مزاح نگاروں میں اب اچھا خاصا "قدیم" نام ہے۔ اس قدامت کو اس کی "کم سنی" "نوجوانی" سے تو ہر گز نہیں البتہ تخلیقی تیز قدمی سے ایک خاص نسبت ہے۔"(۱۳)

ڈاکٹر صاحب کی تصنیف "حفظِ ما تبسم" کا جائزہ لیا جائے تو اس میں ان کی مزاح نگاری نکھری ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ "حفظِ ما تبسم" چودہ مضامین پر مشتمل ڈاکٹر صاحب کی طنز و مزاح کے حوالے سے دوسری تخلیق ہے جس میں ایک سے بڑھ کر ایک منفرد مزاح کی مثال موجود ہے۔ چند ایک جگھوں کے علاوہ مکمل کتاب طنز و مزاح کی بہترین کتاب ہے موصوف اشعار کو اس نرالے انداز سے نثر میں پروتے ہیں کہ قابل داد ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی انفرادیت کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے:

"ثریا سے زمین پر آسمان نے مجھ کو اور اسی زمین پر میں نے جلتے ہوئے سگریٹ کو دے مارا اور دونوں ہاتھوں کو دائیں بائیں گھماتے ہوئے دھوئیں کو غائب کرنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن اس دودِ چراغِ محفل نے بزم سے نکلنے سے صاف انکار کر دیا۔ فرار کی تمام راہیں مسدود ہو چکی تھیں۔ راستے سب بند تھے کوچہ والد کے سوا۔"(۱۴)

اسی مضمون میں آگے چل کر بھی اس فن کو کمال چابکدستی سے برتا گیا ہے مزاح نگاری میں تحریف کا فن ایک کمال حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس میں بہت سے مزاح نگار کمال مہارت رکھتے ہیں جن میں یوسفی کا نام نمایاں طور پر پیش کیا جا سکتا ہے مگر ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کی تحریف نگاری بھی قابل ستائش ہے:

"تم پوچھو اور میں نہ بتاؤں ایسے تو حالات نہیں
ایک ذرا سا "کپ "ٹوٹا اور تو کوئی بات نہیں"(۱۵)

مزاحیہ روایت میں ڈاکٹر وحید الرحمٰن کی تیسری تصنیف "خامہ خرابیاں" کا جائزہ لیا جائے تو اس کی انفرادیت اور اس میں شامل شائستگی بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ اس مشامل مضامین میں ڈاکٹر موصوف نے اپنے رفقاء کے ادبی کام پر تبصرے کیے ہیں۔ مثال کے طور پر ان کا مضمون بعنوان "سرمایہ افتخار" کے تحت شفیع کی شعری تصنیف "نیلے چاند"، اور "ذاتیات سے بالاتر" کے تحت اشفاق احمد ورک کی مزاح نگاری پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ "مزاح نگار بطور محقق" کے تحت پھر اشفاق احمد ورک کی کتاب "اردو نثر میں طنز و مزاح" کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ "جوہر آباد کا جوہر قابل" کے تحت بدر منیر کی شعری تصنیف "مجھے پلکیں جھپکنے دو" پر خوبصورت مزاحیہ انداز میں تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔ "شاعر خوش خیال" کے تحت "مستحسن خیال" کا خاکہ پیش کیا گیا ہے اور ان کے شعری مجموعے "چاند تنہا نہ ہو" پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ "شعیب احمد۔۔ "سوغات" بدست کے تحت ڈاکٹر موصوف نے شعیب احمد کی ترجمہ نگاری کے فن کو سراہا ہے۔ "شعر گوئی کا کارخانہ" کے تحت "شفیق آصف" نو آموز شاعر کی تصنیف "رنگوں میں اتر آنا" پر تبصرہ رقم کیا ہے اور اس کی ابتدا ایک ماہر مزاح نگار کی طرح کی ہے۔ عدالت اور ظرافت" کے تحت نو آموز مزاح نگار "مختار پارس" کی تصنیف "مختار نامہ" کی ستائش کی ہے۔ "پیاسا شاعر" کے تحت قمر رضا شہزاد کے شعری مجموعہ "پیاس بھرا مشکیزہ" پر قلم فرسائی کی گئی ہے۔ اسی طرح "پست قامت شاعر" کے تحت ڈاکٹر طارق ہاشمی کے شعری مجموعہ "دل دسواں سیارہ ہے" پر کمال خوبصورتی سے خامہ فرسائی کی گئی ہے اور ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے وابستہ چند یادوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جن کا تعلق ڈاکٹر طارق ہاشمی کی ذات کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان کی مزاح نگاری کا مجموعی طور پر جائزہ لیا جائے تو اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ ان کی ابتدائی تصانیف میں مشتاق احمد یوسفی کے اثرات کافی حد تک پائے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں اگر کہا جائے کہ ڈاکٹر وحید لرحمٰن نے مشتاق احمد یوسفی کے اثرات سے متاثر ہو کر اپنی تحریروں کو جلا بخشی ہے اور ان کے تتبع میں لکھتے ہوئے، ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی الگ شناخت بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں تو بے جا نہ ہو گا۔ ان کی تحریروں میں جہاں سادگی پائی جاتی ہے وہیں اس میں ظرافت اور سنجیدگی کا خوبصورت سنگم بھی پایا جاتا ہے۔ جس کے سبب ان کا طنز و مزاح کا جوہر کھل کر سامنے آتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف اپنی تحریروں میں ماضی پرستی (ناسٹلجیا) کو بھی استعمال میں لاتے ہیں جو کہ یوسفی کا خاصا تھا۔ اردو ادب میں طنز و مزاح کے اثرات اردو کی تمام اصناف میں پائے جاتے ہیں۔ اردو ادب کی ابتدائی روایت کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں کوئی ایسا دور نہیں ملے گا جس پر طنز و مزاح کے اثرات نہ آئے ہوں۔

حوالہ جات

1. ڈاکٹر وزیر آغا: عصری تقاضے اور طنزیہ ادب، افقار، کراچی جنوری ۱۹۷۲ء، ص ۲۷
2. ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان: "حفظِ ما تبسم"، عثمان، عمیر، شفیق پریس، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲
3. مشتاق احمد یوسفی: "چراغ تلے"، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۱۱
4. ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان: "گفتنی شگفتنی"، عثمان، عمیر، شفیق،، لاہور، 2017ء، ص 27-28
5. مشتاق احمد یوسفی: "چراغ تلے"، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۱۶۶-۱۶۷
6. ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان: "گفتنی شگفتنی"، عثمان، عمیر، شفیق،، لاہور، 2017ء، ص ۸

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1, 2022

7. مشتاق احمد یوسفی:"خاکم بدہن"، مکتبہ دانیال کراچی، تیرھیویں بار، ص114
8. ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان:"گفتنی شگفتنی"، عثمان، عمیر، شفیق،لاہور،2017ء،، ص39
9. مشتاق احمد یوسفی:زرگزشت، موصوفہ، جہانگیر بکس، کراچی،2007ء، ص نمبر255
10. ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان:"گفتنی شگفتنی"، عثمان، عمیر، شفیق،،لاہور،2017ء، ص51
11. ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان:"خامہ خرابیاں"، بیت الحکمت لاہور،2010ء، ص97
12. مشتاق احمد یوسفی:"چراغ تلے"، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۶۱ء، ص ۱۵
13. ذوالکفل بخاری:(پیش لفظ)"تعارف"، "خامہ خرابیاں" از ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان: بیت الحکمت لاہور،2010ء، ص7
14. ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان:"حفظِ ما تبسم"، عثمان، عمیر، شفیق پریس، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص11
15. ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان:"حفظِ ما تبسم"، عثمان، عمیر، شفیق پریس، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص35